قسط ۲

بلوچستان کا ذکری مذہب اور اسکی تاریخ

سید محمد جونپوری

میں قسط دوم لکھ رہا تھا کہ بلوچستان مکران کے ایک جیّد عالم حضرت مولانا محمد حیات صاحب مدظلہ جن کو اس فرقہ کے متعلق موجودہ وقت میں سب سے زیادہ معلومات حاصل ہیں۔ کراچی میں آپ کا ایک تازہ رپورٹ اس فرقہ کے متعلق دستیاب ہُوا جو چھ صفحات پر مشتمل ہے۔ محمد اٹکی کے متعلق حضرت مولانا مدظلہ کی رائے پیش خدمت ہے۔ آپ "مہدویہ سے ذکریہ تک" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: "سیّد محمد جونپوری کی وفات کے بعد مریدین تتر بتر ہوگئے۔ بعض نے واپس ہندوستان کا رُخ کیا اور بعض دیگر علاقوں میں بکھر گئے انہیں مُریدین میں سے ایک مُلّا محمد نامی اٹک کا رہنے والا تھا۔ گھومتے پھرتے سرباز جو فی الحال ایرانی بلوچستان میں شامل ہے جا نکلا۔ اس وقت سرباز، کیچ، پنجگور اور دِزک وغیرہ بلوچستان کے علاقوں میں بُلیدی خاندان کی حکومت تھی۔ اتفاق سے ایران میں فرقہ باطنیہ (اسماعیلیہ کی شاخ) شاہ صفوی شاہ ایران کے زیرِ عتاب آچکا تھا اسی فرقہ کے کچھ لوگ سرباز آچکے تھے یہ اپنے آپ کو سیّد ظاہر کرتے تھے۔ سرباز پہنچ کر مُلّا محمد موصوف نے باطنیہ کے پیشواؤں سے گفت و شنید کی۔ دونوں فرقوں میں عقیدہ مہدی، باطن پرستی اور فلسفہ وحدۃ الوجود بطور اقرار مشترکہ موجود تھے۔ کچھ مہدوی عقائد اور کچھ باطنی خیالات کا ملاپ ہُوا۔ دونوں کے سنجوک سے ایک تیسرے فرقہ "ذکری" نے جنم لیا۔ اس کا بانی مُلّا محمد اٹکی ہے۔ اس کا دعوٰے تھا کہ وہ صاحب الہام ہے اور مہدی آخر الزمان کا جانشین ہے۔ شرع محمدیؐ کو امام مہدی نے منسوخ کر دیا ہے۔ نماز۔ روزہ اور حج بیت اللہ وغیرہ عبادات کی فرضیت ختم ہوگئی ہے۔ ان کی فرضیت کا اعتقاد کفر ہے۔ ان سب کا قائم مقام ذکر ہے۔ باطنی سیّدوں سے مل کر اس نے انہی عقائد کا پرچار شروع کیا۔ سب سے پہلے حاکم سرباز

کو جو فی الحال ایرانی بلوچستان میں ہے دعوت دی اور اُس نے اجابت بخشی۔ وہاں سے مُلّا محمد موصوف کو حاکم کیچ کے پاس پہنچا دیا گیا۔ اس نے بھی دعوت پر لبیک کہا۔ پنجگور کے حاکم نے بھی اسے قبول کیا۔ تربت اس فرقہ کا مرکز قرار پایا۔ نیز یہاں تربت میں ایک ملا مراد نامی بااثر آدمی اس کے حلقہ ارادت میں آگیا اور اس نے اس کو اپنا خلیفہ بنا دیا۔ کوہ مراد اسی ملا مراد کی طرف منسوب ہے۔ متبرک مقامات کا تعیّن شروع ہوگیا۔ "برکہوُر" مہبط الہام قرار پایا۔ یہ ایک درخت ہے جو تربت بازار سے مغرب کی جانب ہے۔ حج کے لیے بھی "کوہ مراد" کو مقرر کیا گیا۔ جو تربت سے جنوبی جانب ایک پہاڑی ہے۔ عرفات کے لیے "گل وڈن" کو تجویز کیا گیا جو تربت سے جنوباً ایک میدان ہے۔ زم زم کی جگہ "کاریز ہُنزئی" نے لے لی۔ جو تربت کی ایک کاریز تھی اور اب خشک ہوگئی ہے۔ کوہ امام غارِ حرا بنا۔ یہ کوہ مُراد سے مغربی جانب ایک پہاڑی ہے۔ پھر یہیں سے ملا محمد موصوف پوشیدہ طور پہ سندھ سے ہوتا ہُوا ہندوستان چلا گیا۔ اِدھر سے مریدوں نے مشہور کر دیا کہ "نور بود بعالم بالا رفت" یعنی نور تھا اور آسمانوں میں چلا گیا۔

رجاحیت کی طرف میلان

اس وقت کے تصوّف پر وحدۃ الوجود کا غلبہ تھا اور خود سید محمد جونپوری وحدۃ الوجودی تھا۔ باطنیہ اس فلسفہ کو کھینچتے کھینچتے رجاحیت تک اس کی حدیں ملا چکے تھے۔ مُلّا محمد اٹکی نے بھی اس کو باطنیہ کی شکل میں قبول کر لیا اور بتایا جاتا ہے کہ پیشوایانِ فرقہ ذکریہ کے پاس ایسے قلمی نسخے موجود ہیں جن میں نکاح و طلاق و محرم وغیر محرم کی تمیز کو درمیان سے اڑا دیا گیا ہے۔ یہی موانع ہیں جو ان کی کتابوں کو طبع ہونے یا شائع ہونے سے روکتی ہیں۔ البتہ بلوچی روایات و تہذیب نے ان خیالات کو منضبط نظریات کی حد تک محدود رکھا ہے اور فی زمانہ عملی شکل میں ان کو اُٹھنے نہیں دیا ہے۔

ذکریوں کا مہدی اور رسول کون تھا

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ذکریوں کا قدیم عقیدہ یہی ہے کہ ہمارا مہدی اور رسول مُلا محمد اٹکی ہے۔ مگر جدید تحقیق نے ثابت کر دیا کہ ؏

۱؎ فرقہ ذکریہ مکران کے مختصر حالات ۲؎ از مولانا معتمد حیات

خود غلط بود آنچہ ما پنداشیتم

بے چارے ذکریوں کو صدیوں سے معلوم نہ تھا کہ وہ کس شخص کو مہدی اور رسول مانتے ہیں۔ آیا ان کا رسول اور مہدی محمد اٹکی ہے یا محمد جونپوری۔ چنانچہ بہت سوچ بچار اور تحقیق و جستجو کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ وہ جس "محمد" کو مہدی اور رسول مان کر اس کا کلمہ پڑھتے رہے ہیں وہ اٹکی نہیں بلکہ جونپوری ہے۔ اگر ہم مہدوی (ذکروی) تحریک کو ابوسعید بلیدی کے دور سے تسلیم کرلیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ فرقہ سولہویں صدی عیسوی سے ہے اور جناب مولائی شیدائی صاحب کا خیال ہے کہ پندرھویں صدی عیسوی سے ہے۔ پندرھویں صدی ہو یا سولہویں صدی مگر ہمیں ثبوت سولہویں اور سترھویں صدی سے ملتا ہے کہ یہ لوگ محمد اٹکی کو اپنا مہدی اور رسول مانتے چلے آرہے ہیں۔ گویا کہ سولہویں اور سترھویں صدی سے لیکر بیسویں صدی عیسوی تک ان کو اپنے مہدی اور رسول کے متعلق صحیح علم نہ تھا اور آج تک کئی ذکری محمد اٹکی کو مانتے ہیں۔

بیسویں صدی کے آغاز میں جب ذکریوں میں کچھ بیداری پیدا ہو گئی تو پڑھے لکھے طبقے نے دیکھا کہ وہ جس "محمد" کو مانتے ہیں وہ تو مجہول النسب اور مجہول الحال ہے اور یہ جو قلمی نسخوں میں نسب نامہ لکھا ہوا ہے وہ محمد اٹکی کا نہیں ہے بلکہ محمد جونپوری کا ہے اور چونکہ جونپوری کا ایران جانا ثابت تھا اس لیے انہوں نے لوگوں کو یہ باور کرایا کہ جونپوری کا فراہ میں انتقال نہیں ہوا بلکہ ایران سے کیچ مکران آئے تھے اور بہ مقام کوہ مراد سکونت پذیر ہوئے تھے اور موجودہ ذکری مذہب کی تعلیم دے کر چلے گئے تھے۔

جناب شمس الدین سلطانی (مہدوی) بلوچستان گزیٹئر ۱۹۰۷ء کے حوالے سے لکھتے ہیں:
مکران کے ذکری تسلیم کرتے ہیں کہ وہ (جونپوری) فراہ سے غائب ہو گئے اور مکہ مدینہ، بیت المقدس شام کے دوسرے حصوں اور ایران ہوتے ہوئے کیچ مکران میں تشریف لائے۔ بمقام کوہ مراد قیام کیا اور دس سال تک کیچ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی اور اس پورے ملک کو اپنے مذہب میں شامل کر کے انتقال فرمایا۔[۱]

---

[۱] مہدوی تحریک صفحہ ۶۹ بحوالہ بلوچستان گزیٹئر ۱۹۰۷ء

نیز "بلوچی دنیا" فروری ۱۹۶۶ء میں سابق وزیر اعلےٰ بلوچستان جام غلام قادر صاحب کا ایک انٹرویو شائع ہُوا ہے اس میں جام صاحب نے فرمایا ہے کہ "یہاں کے ذکریوں میں روایت ہے کہ سید محمد جونپوری فراح میں فوت نہیں ہُوئے بلکہ وہاں سے روپوش ہو کر مکران میں پہنچ کے مقام پر آ گئے اور کوہِ مراد کی چوٹی پر قیام کیا۔ اس مقام کو ذکری فرقہ کے لوگ کعبہ کا درجہ دیتے ہیں"[۱] نیز جناب کامل القادری صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

"جہاں تک مقامی روایات کا تعلق ہے ذکریوں کا یہ دعوےٰ ہے کہ خود سید محمد جونپوری یہاں تشریف لائے تھے اور کچھ دنوں یہاں قیام فرمانے کے بعد اپنے ماننے والوں کا ایک بڑا حلقہ یہاں پیدا کر لیا[۲]۔

چونکہ یہ خیال انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز سے بعض پڑھے لکھے ذکریوں نے پھیلا دیا تھا لہٰذا اس خیال کے لوگ اب بھی موجود ہیں۔ مگر اس میں ایک اور خرابی تھی وہ یہ کہ یہ بات بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی دلیل و ثبوت کے اڑائی گئی تھی۔ لہٰذا جب تعلیم عام ہوئی اور یہ لوگ ہندوستان کی تاریخ سے رفتہ رفتہ واقف ہوئے۔ اور ان کو تاریخی کتابوں کے مطالعہ کا موقع ملا تو پھر اُن پر عیاں ہو گیا کہ جونپوری کا انتقال تو فراح میں ہو گیا ہے اور یہ بات مؤرخین کے ہاں متفق علیہ ہے۔ اب کیا تھا؟ گویا آسمان سے گرا اور کھجور میں اٹکا والی بات تھی۔ لگے سر پیٹنے کہ یہ کیا ہو گیا۔ محمد اٹکی سے جان چھڑا کر جونپوری کا جو دامن تھاما تھا وہ بھی موہوم نکلا اور دامن ہاتھ سے چھوٹا جا رہا ہے اب لگے مہدویوں میں اپنا حامی و ناصر ڈھونڈنے تاکہ وہ اس عقدے کو حل کرے اور اس ناؤ کو سنبھالے۔ چنانچہ تقسیم پاک و ہند کے بعد مہدویوں نے سندھ میں شہداد پور کے مقام پر "دائرہ" بنایا ان کا رہنما جناب شہاب الدین ید اللّٰہی ہیں جو اب بھی موجود ہیں اور بقید حیات ہیں۔ چنانچہ شہاب الدین ید اللّٰہی صاحب خود اپنے فرقہ کی کتابیں لے کر بمقام کلگ مکران پہنچتے ہیں یا ان کو دعوت دی جاتی ہے بہر کیف وہاں ان کی خوب آؤ بھگت ہوتی ہے۔ یہی صاحب ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہُوا کہ اس جدید اور ترمیم شدہ نظریہ اور عقیدے کی تبلیغ کس طرح ہو

---

[۱] بلوچی دنیا فروری ۱۹۶۶ء [۲] نوکین دور مکران ۱۶ر مارچ ۱۹۶۷ء

چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے ذکری رہنما جناب سید عیسےٰ نوری میدان میں نکلا۔ ایک کتاب ترتیب دے کر شائع کرتے ہیں۔ اس میں اشارۃً سابق عقیدے کی ترمیم اور اپنے نوجوانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ ان سے مِل کر اپنے شکوک و شبہات رفع کرائیں۔ عبارت ملاحظہ ہو :-

" قیام پاکستان کے بعد ہندوستان سے مہدوی بھائی پاکستان آ رہے تھے۔ ذکریوں سے رابطہ قائم ہو رہا تھا۔ اسی سلسلے میں مشہور مہدوی روحانی رہنما سیّد شہاب الدین ید اللٰہی قدیم قلمی مذہبی کتابوں کے ساتھ دالبر کلگ مکران آئے تو ذکری بزرگ مرشدین نے جن میں میرے والد بھی شامل تھے۔ ان کا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور اپنے روحانی ہم عقیدہ ہونے پر متفق و مسرور ہوئے تھے۔ وہ قدیم محدودی کتب اور اپنے بزرگ مُرشدین کی قدیم قلمی مذہبی کتب کا میں نے دل چسپی ولگن سے مطالعہ شروع کیا۔ جو حالات میں نے اپنے بزرگوں کی قدیم قلمی کتب میں دیکھا تھا وہ سو فیصد یکساں ان میں پایا۔ خیال ہُوا جو کچھ مجھے اس جستجو و تحقیق سے حاصل ہُوا کیوں نہ دوسروں تک پہنچا دوں۔ مجھے اُمید ہے کہ قارئین قوم دلچسپی و سنجیدگی سے غور و فکر کریں گے۔ مزید اس سلسلہ میں معلومات کرنا چاہیں تو ہر وقت مجھ سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللّٰہ سید عیسےٰ نوری ۵ رجادی الثانی ۱۳۵۴ھ [1]۔

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ دو ہم مشربوں کی ملاقات صدیوں کے بعد قیام پاکستان کے بعد ہوئی۔ دوم یہ کہ جونپوری کی زندگی کے متعلق ذکریوں کے غلط خیالات و فاسد عقیدے کی اصلاح اور دیگر مسائل میں جو بغیر کسی ثبوت و دلیل کے ذکری ملاؤں نے بیان کئے تھے۔ جناب شہاب الدین نے قدیم کتابیں پیش کیں اور سیّد عیسےٰ نوری نے ان کتابوں سے استفادہ حاصل کرنے کے بعد کتابیں لکھنی شروع کیں اور چونکہ جدید ترمیم شدہ عقیدے سے ذکریوں کے سابق عقائد کے خلاف تھے اس لیے اُنہوں نے قوم کو سنجیدگی سے غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے اور چونکہ عقیدے میں بہت سی خرابیاں تھیں اگر سب کی نشاندہی کرتا تو قوم میں انتشار پیدا ہوتا اس لیے اس

---

[1] ذکری تحریک تاریخ کی روشنی میں۔

قوم کو مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے ان سے رابطہ قائم رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ اب مہدوی اور ذکری فرقہ کے مابین سید جونپوری کے متعلق مہدوی روایات کو جو مہدوی کتب سے بعین مسلّم مانا گیا ہے۔ البتہ ذکریوں کے رہنما عیسےٰ نوری نے جونپوری کا سندھ سے افغانستان اور ایران جاتے ہوئے بلوچستان سے گزرنا بھی ثابت کیا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کوہ مراد جہاں پر ذکری ہر سال حج کرنے جاتے ہیں ان سے ہاتھ دھونا پڑتا اس لیے وہ ایسا نہ کر سکا۔ دوم یہ کہ ان کا نظریہ ہے کہ ہمارا مہدی نور تھا جو آخر میں فوت نہیں ہُوا بلکہ نظروں سے غائب ہو کر آسمان کی طرف چلا گیا ہے۔ حالانکہ یہ امر مسلّم ہے کہ جونپوریؒ کا انتقال فرہؔ میں ہُوا ہے۔ مگر سیّد عیسےٰ نوری اپنی کتاب میں انتقال کا لفظ نہ لکھ سکا۔ کیونکہ یہ ان کے عقیدے کے خلاف تھا۔ انہوں نے آخر میں اس طرح لکھا ہے :۔

"اس خطبے کے بعد ۱۹ ر ذی قعد ۹۱۰ھ کو نور بر بالائے نور شد بلاریب گمان"[1]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ جونپوری کو نور تصوّر کر کے اس کا آسمان کی طرف اُڑ کر جانا اور اس کے غائب ہونے کے قائل ہیں حالانکہ یہ مہدویوں کا عقیدہ نہیں۔ غرض کہ کئی باتیں ہیں بظاہر ان میں اتحاد کا دعوےٰ ہے لیکن درحقیقت ان میں اور مہدویوں میں بڑا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں یہ اتحاد دیرپا ثابت نہ ہُوا۔ اب محض زبانی یا سیاسی اتحاد ہے اور ذکر اذکار کے اصولوں میں اتحاد ہے۔ مگر ارکان اسلام میں اتحاد نہیں

مہدوی حضرات جتنی نماز کی پابندی میں متشدّد ہیں اتنا ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ ذکری حضرات متنفر۔ ذکری اور مہدوی اتحاد کے سلسلے میں ایک مرتبہ شہداد پور سندھ میں فریقین کا بڑا اجتماع ہوا تھا مگر بالآخر اس نماز کی وجہ سے دونوں میں اَن بَن ہو گئی کیونکہ مہدوی نماز کے سخت پابند ہیں۔ روایت ہے کہ حیدر آباد دکن میں خاکساروں کے کیمپ میں مشہور مہدوی رہنما نواب بہادر یار جنگ صبح کی جماعت میں شامل نہ ہو سکے۔ سالار کیمپ نے اُنہیں اس جرم پر پانچ دروں کی سزا دی۔ یہ درّے جناب صمد سراج الدین نے

---

[1] از عیسےٰ نوری ص۲ ایضاً ص۲۶

سے لگاتے تھے۔ محمد سراج الدین صاحب ابھی زندہ ہیں اور گوجر بازار نمبر ۲ کراچی میں رہتے ہیں۔

غرض یہ اجتماع مایوسی کے ساتھ سبوتاژ ہوگیا اور پھر ایسا اجتماع آج تک نہیں ہو سکا۔ اب رہا عیسیٰ نوری (ذکری) کا یہ دعوےٰ کہ جونپوری صاحب سندھ سے افغانستان کی طرف جاتے ہوئے بلوچستان، مکران سے گذرے ہیں تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اور کسی مستند تاریخ سے ثابت نہیں۔ جناب شمس الدین مصطفائی صاحب بلوچستان گزیٹیئر کے حوالے سے لکھتے ہیں :-

"ہم ذکری اعتقاد میں مہدوی تحریک کی تمام تفصیلات پاتے ہیں۔ جس تحریک نے ہندوستان میں ایک خاص اعتقاد اور فرقہ کی شکل اختیار کر لی تھی۔ مکران میں مہدوی تحریک کی ابتداء خود سید محمد نے کی ہو یہ بات ناقابلِ قبول ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سید محمد کے ماننے والوں میں کسی شخص نے اس تحریک کو ان علاقوں میں شروع کیا ہو۔ ان کے بہت سے ماننے والوں میں سے ایک شخص عبداللہ خاں نیازی جن کا ہندوستان میں بہت اثر تھا ہو سکتا ہے کہ اس کا تعلق اس تحریک کو ان علاقوں میں لانے سے ہو جو بلیدی حکومت کی ابتداء میں مکران میں شروع ہوئی۔ تمام مقامی ذرائع اس بات پر متفق ہیں کہ اس تحریک نے بلیدی دورِ حکومت میں یہاں قدم جمایا۔ بلیدیوں سے پہلے ذکری عقیدے کی مکران میں موجودگی کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ ہو سکتا ہے کہ ابو سعید بلیدی جو اس علاقے کا پہلا بلیدی حاکم تھا جس کا وطن گرم سیل وادی اہلمند ہے اس نے اس اعتقاد کی یہاں اشاعت کی ہو[1]۔"

جناب کامل قادری صاحب لکھتے ہیں :-

"مستند تاریخی مآخذ سے آپ کے (جونپوری کے) قیام مکران کا علم نہیں ہوتا لہٰذا ہو سکتا ہے کہ آپ کے کسی مرید نے یہ خدمت انجام دی ہو اور اس کی دعوت پہ مکران میں شغل ذکر شروع ہوا ہو، جو بعد میں ایک جداگانہ "فرقۂ ذکری" کی حیثیت اختیار کر گیا ہو۔ سید محمد جونپوری کے ایران جانے کے بعد ان کے پیرو میاں عبداللہ نیازی

---

[1] بلوچستان گزٹیئر از ھیوز بلز ۱۹۰۷ء جلد ۷ بحوالہ مہدوی تحریک ص۸۔

نے بڑی شہرت حاصل کی تھی اور ان کے اثرات بھی گہرے اور وسیع تھے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مکران میں اس کی تعلیمات کی اشاعت کرائی ہو یا خود تشریف لائے ہوں۔ اس سلسلے میں مقامی حقائق کو بھی پیشِ نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ مکران میں یہ مذہب بلیدیوں کے ذریعے سے پھیلا ہے۔ خاندان بلیدی کا بانی بوسعید تھا۔ جو ایک روایت کے مطابق وادی اہلمند کے گرم سیل علاقے سے ہجرت کر کے علاقہ بلیدہ میں متوطن ہو گیا تھا۔ گرم سیل سے فراہ نزدیک ہے۔ بہت ممکن ہے کہ بوسعید سید محمد جونپوری سے ملا ہو اور ان کے اثرات کو قبول کرنے کے بعد یہاں مہدیت کی تبلیغ کے لیے بھیجا گیا ہو۔ بلیدیوں کے بعد گچکیوں نے اس عقیدے کو اپنایا اور ملا مراد گچکی جس کے عہد میں گچکیوں نے بڑی ترقی کی اس فرقے کا وہ سب سے بڑا پیشوا تھا۔“ [۱]

جناب فقیر بخش بگٹی لکھتے ہیں:- [۲]

”مکران میں ایک فرقہ ”ذکری“ کے نام سے موجود ہے۔ اس فرقہ کی نسبت بھی سید محمد جونپوری سے کی جاتی ہے۔ آپ کا مکران میں جانا ابھی تک کی مصدقہ تاریخ سے ثابت نہیں ہوا۔ گمان غالب یہ ہے کہ میاں دانش خراسانی نے مکران کے علاقے میں آپ کی تعلیم کی تبلیغ کی ہو گی اور موجودہ ذکری ان ہی کی مساعی کا نتیجہ ہیں۔“

(”نوکین دور“ مکران نمبر ۱۶ر مارچ ۱۹۶۷ء)

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ جونپوری کا مکران جانا ثابت نہیں البتہ یہ متفقہ رائے ہے کہ ان کے متبعین و مریدین میں سے کوئی گیا ہو گا۔ اب رہا یہ فیصلہ کہ کون گیا تھا؟ تو اس کے متعلق صحیح فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ میرے خیال میں عبداللہ خان نیازی اور میاں دانش خراسانی میں سے کسی کا عمل دخل نہیں۔ البتہ ملا محمد اٹکی اور ابوسعید بلیدی دونوں یا ان میں سے کسی ایک کا جانا بطریق تواتر لسانی ثابت ہے۔ مقامی روایات ملا محمد اٹکی کے متعلق ہیں اور مولوی محمد حیات صاحب نے اس کو جونپوری کا مرید بتایا ہے اور ذکری حضرات اس محمد اٹکی کا کلمہ پڑھتے رہے ہیں البتہ ذکری

باقی ص۲۳ پر

[۱] نوکین دور مکران نمبر ۱۶ر مارچ ۱۹۶۷ء -

[۲] ایضاً